تذکرہ
مشائخ نقشبندیہ
مصنف
علامہ محمد نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ

تذکرہ

مشائخ نقشبندیہ

مصنف

علامہ محمد نور بخش توکلی (ایم اے)

توضیح و تخریج

محمد الیاس عادل

ناشر

مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب * تذکرہ مشائخ نقشبندیہ

مصنف * علامہ نور بخش توکلی۔ ایم۔اے

توضیح وتخریج * محمد الیاس عادل

ناشر * مشتاق احمد

باہتمام * سلمان خالد

عربی پروف خوانی * قاری نجم الصبیح

پرنٹرز * اسلم عصمت پرنٹرز، لاہور

کمپوزنگ * گل گرافکس

قیمت * روپے

نوٹ: پروردگارِ عالم کے فضل، کرم اور مہربانی سے، انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کمپوزنگ، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔

بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہِ کرم مطلع فرمادیں۔ ان شاء اللہ اگلے ایڈیشن میں ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لیے ہم آپ کے بے حد مشکور ہوں گے۔

ناشر

پہلا باب

۳۵۔ حالات سیدنا و مرشدنا خواجہ توکل شاہ انبالوی قدس سرہٗ

(مشتمل بر دوازدہ باب)

ولادت اور نسب شریف:

آپ موضع پکھوکے میں جو ضلع گورداسپور میں موضع رتر چھتر اور ڈیرہ بابا نانک کے درمیان واقع ہے۔ قریباً ۱۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔ والدین کا سایۂ عاطفت نہایت خرد سالی میں سر سے اُٹھ گیا۔ آپ کا کوئی اور بہن بھائی نہ تھا۔ آپ کے نانا صاحب میاں اللہ دین شاہ مست نے جو نوشاہی طریق کے ایک صاحب نسبت درویش تھے اس دریتیم کی پرورش کی۔ ایک موقع پر خود آپ نے فرمایا:۔

"میرے نانا صاحب کے صرف دو بچے تھے۔ ایک والدہ صاحبہ دوسرے ماموں صاحب جو دو مرتبہ انبالہ میں میرے ملنے کو تشریف لائے۔ ماموں صاحب نے شادی نہیں کی۔ تمام عمر تجرد میں بسر کر دی۔[1]

نام مُبارک:

آپ کے نام مبارک میں مختلف اقوال ہیں جن کے ایراد کی چنداں ضرورت نہیں۔ جناب مولوی حاجی سید ظہور الدین بن حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ سید سخاوت علی انبہٹوی رحمۃ اللہ علیہ[2] کا بیان ہے کہ حضرت قبلہ سائیں صاحب ایک روز ارشاد فرمانے لگے:۔

---

[1] تذکرہ توکلیہ مولفہ مولوی نور احمد صاحب مرحوم۔ صفحہ نمبر ۶۲۱۔

[2] سید صاحب موصوف گورنمنٹ مڈل سکول انبالہ میں مدرس تھے۔ نومبر ۱۸۸۷ء سے فروری ۱۸۹۴ء تک شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بلا فصل حاضر ہوتے رہے۔ اور فیض حاصل کرتے رہے۔ راقم الحروف کی التماس پر آپ نے حضرت شاہ صاحب کے مختصر حالات قلم بند فرمائے ہیں۔ جن کا قلمی نسخہ اس وقت زیر نظر ہے۔

"مولوی! ہمارا نام توکل شاہ نہ تھا۔ ہمیں خدا کی طرف سے یہ لقب عطا ہوا ہے۔"

معلوم ہوا ہے کہ آپ سید نہ تھے۔ چنانچہ جناب مولوی سراج الدین احمد صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ جو خطوط آپ کے نام آئے۔ ان میں آپ کا نام مبارک سید توکل شاہ لکھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ لوگوں کو منع کر دو۔ آیندہ مجھے سید نہ لکھیں۔ میں سید نہیں ہوں۔

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامیؔ کاندریں راہ فلاں ابنِ فلاں چیزے نیست

دوسرا باب

پیرِ طریقت کی تلاش اور بیعت

آپ کی پرورش تصوف کے گہوارے میں ہوئی تھی۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ اس لئے بچپن ہی سے آپ کو بزرگوں کی صحبت کا شوق دامنگیر تھا۔ اسی خیال سے سنِ بلوغ سے پہلے ہی آپ نے وطن کو خیر باد کہا۔ اور پھرتے پھراتے ہریانہ کے علاقہ اور کہاں کہاں ہوتے ہوئے اجمیر شریف پہنچے۔ وہاں ایک بزرگ چشتی نظامی رہتے تھے۔ آپ اکثر ان کی صحبت میں حاضر ہوتے۔ وہ ایسے صاحب استغراق تھے کہ صبح سے اپنے حجرے کا دروازہ بند کر کے ظہر کے وقت تک مراقبے میں رہتے۔ اور سماع میں شریک نہ ہوتے تھے۔ حضرت میاں صاحب قبلہ اُس وقت سماع سنا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت خواجہ غریب نواز کے روضہ شریف میں قوالی ہو رہی تھی۔ حضرت صاحب نے لوگوں کی التجا پر اُس بزرگ سے بھی عرض کیا کہ تشریف لے چلئے۔ انہوں نے فرمایا۔ بیٹا! میرے جوشِ عشق کو کوئی برداشت نہ کر سکے گا۔ حضرت صاحب نے اصرار کیا اور ان کا دامن پکڑ کر مجلس میں لے گئے۔ اُن پر جو حالت وجد طاری ہوئی تو الا اللہ کا ایسا نعرہ مارا کہ اہل مجلس و قوال بے ہوش ہو گئے۔ جب حجرے میں واپس آئے تو فرمایا بیٹا! کیا میں نہ کہتا تھا کہ وہ میرے جوش کو برداشت نہ کر سکیں گے۔ ایک روز اسی بزرگ نے حضرت میاں صاحب قبلہ کو بطریق چشتیہ نفی اثبات کی تلقین کی۔ اسی وقت کلمہ شریف قلب پر جاری ہو گیا۔ اور عجیب کیفیت وارد ہوئی۔ کچھ عرصے کے بعد اس بزرگ کو حضرت خواجہ غریب نواز کی بارگاہ سے حکم ہوا کہ تم بصرہ کے قطب ہو گئے۔ وہاں چلے جاؤ۔

ہوتے رہے۔ مگر خاندان مجددیہ میں داخل ہونے کے بعد پرہیز تھا۔ ایک مرتبہ ایک سائل دوتارا بجا کر گاتا ہوا آیا۔ آپ نے کئی مرتبہ فرمایا کہ بغیر دوتارے کے تو گا نہیں سکتا؟ وہ نہ سمجھا۔ آخر یہ کہہ کر او باؤ لے! اُس کو آدھ آنہ دینے کا حکم دیا اور گانے بجانے سے روک دیا۔ نعت شریف جس وقت بھی کوئی سناوے آپ سن لیتے تھے۔

تیسرا باب

مجاہدہ اور مزارات سے استفاضہ

جب حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اجازت لے کر انبالہ میں تشریف لائے تو آپ نے پہلے پہل نند سنگھ کے باغ میں قیام کیا۔ آپ پر حالتِ جذب طاری تھی۔ کسی کو نزدیک نہ آنے دیتے تھے۔ طوائف شہر کچھ نذر یا شیرینی لے کر جاتیں تو رد کر کے ان کو نماز و نکاح کی تاکید فرماتے اور نکال دیتے۔ آپ انبالہ سے دورہ پر جایا کرتے۔ چنانچہ بوڑیہ اور ساڈھورہ میں بہت دفعہ تشریف لے گئے۔ ایک دن فرمانے لگے کہ بوڑیہ میں ابدال اکثر آتے رہتے ہیں۔ ایک مرتبہ آپ نے جناب قاری سید اکرام حسین نقوی[1] سے بیان کیا کہ میں بوڑیہ کے جنگل یا ساڈھورہ شریف کے صحراء میں مراقب تھا۔ اثنائے مراقبہ میں ایک سانپ میرے سر پر آکر بیٹھ گیا۔ جب میں مراقبہ سے فارغ ہوا تو سر پر کچھ بوجھ سا محسوس ہوا۔ عمامہ جو اتارا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اُس پر سانپ بیٹھا ہے۔ جب بغور دیکھا تو اُسے فیضان میں بیہوش پایا۔ آخر کار میں نے عمامہ کو جھٹک دیا۔ وہ نیچے گر پڑا۔ مگر اُس سے چلا نہیں جاتا تھا۔

مجاہدات کی کیفیت:

جناب مولوی سراج الدین احمد صاحب لکھتے ہیں کہ حضور علیہ الرحمۃ مقام پنجلاسہ تحصیل نرائن گڑھ میں بھی رہے۔ فرمایا کرتے کہ حضرت قطب دیار عرب حاجی امداد اللہ صاحب ہمارے دوست تھے اور وہ اور ہم دیر تک پنجلاسہ میں رہے ہیں۔ آپ کا معمول تھا کہ دن کو تو

---

[1] سید صاحب موصوف بھی حضرت کے خلفاء میں سے ہیں جیسا کہ جناب مولوی سراج الدین احمد صاحب نے لکھا ہے۔ آپ نے حضرت کے حالات میں کتاب کمالات توکلی لکھی ہے۔

ویرانوں اور جنگلوں میں یادِ الٰہی میں رہتے۔ اور رات کو حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ کے پاس تشریف رکھتے۔

جناب قاری سید اکرام حسین صاحب بروایت سید رستم علی شاہ انبالوی بیان کرتے ہیں کہ علاوہ دیگر مجاہدات کے حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کو سلطان الاذکار کی مشق ایسی تھی کہ عالم شباب میں کڑے جاڑے میں انبالہ کے نبو والے تالاب میں حبس دم کے ساتھ غوطہ لگا کر نفی اثبات کیا کرتے۔ اور دو دو گھنٹے کے بعد سر نکالتے۔ اور اکثر فرمایا کرتے کہ اس شغل میں جو اسرار کھلتے ہیں وہ اور کسی شغل میں نہیں کھلتے۔

جناب مولوی سید ظہور الدین صاحب یوں بیان فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الرحمۃ سلطان الاذکار کا ورد حبس دم کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ میں نے گھڑی رکھ کر دیکھا ہے۔ کبھی پندرہ منٹ اور کبھی بیس منٹ تک سانس نہ لیتے تھے۔ اس سے پہلے جب اس کا پورا عمل تھا دریا میں غوطہ لگا کر حبس دم کیا کرتے تھے۔ خواص کہتے تھے کہ کبھی دو گھنٹے اور کبھی ڈیڑھ گھنٹے تک دوسرا سانس نہ لیتے تھے۔ اللہ اکبر۔

سکرات کا غلبہ:

آپ پر سکرات کا غلبہ رہتا تھا۔ اس لئے وضو اور نماز میں بڑی دقت پیش آیا کرتی تھی۔ چنانچہ جناب مولوی سراج الدین احمد صاحب لکھتے ہیں کہ اول جب میں ۱۸۷۴ء میں آپ سے بیعت ہوا۔ تو آپ کا وضو ایک گھڑے سے ہوتا تھا۔ اور کبھی غلبہ حال میں ایک ہی پاؤں پر ایک مشک پانی کی صرف ہوتی۔ پھر بھی وضو تمام نہ ہوتا اور تالاب پر جا کر وضو فرماتے۔ جب خلیفہ امیر اللہ شاہ حج کو جانے لگے۔ تو آپ نے ان سے فرمایا کہ میزابِ رحمت تلے میرے واسطے دعا کرنا کہ میرا وضو ہو جایا کرے۔ فرمایا کہ ہم ایسے مقام میں ہیں کہ اگر اس کا خیال چھوڑیں تو وضو ہو۔ اور نہ چھوڑیں تو وضو محال۔ غرض خلیفہ صاحب موصوف نے خانہ کعبہ میں میزاب رحمت تلے دعا کی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ آپ ایک گھڑے سے چھ لوٹے پر، پھر چار پر اور اخیر میں دو پر آ گئے تھے۔
جناب قاری سید اکرام حسین صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ وصال سے سالہا سال پیشتر ایک مقام حضرت صاحب پر ایسا آیا تھا کہ جس میں بوجہ کثرت استغراق آپ ہر نماز کو مشکل سے وقت پر ادا

اور سر پر گھاس کا گٹھا لئے ہوئے مکان پر آئے۔ صاحبزادہ صاحب کو تو ہم نے زمین پر بٹھا دیا۔ اور خود گھاس کا گٹھا لیے اندر چلے گئے۔ دروازہ بہت تنگ تھا۔ ہم بدقت تمام اندر پہنچے۔ اس پر صاحبزادہ صاحب ناراض ہو گئے۔ اور کہنے لگے کہ گھاس کا گٹھا باہر لا کر اُسی طرح سر پر گھاس اور گود میں مجھے لے کر اندر جاؤ۔ تو میں راضی ہوں۔ بچوں والی ضد تھی۔ مجبوراً ہم بڑی مشکل سے گھاس باہر لائے۔ اور ان کی مرضی کے موافق گھاس سر پر اور ان کو گود میں لے کر نہایت مشکل سے دروازے میں سے اندر گئے اور وہاں گھاس ڈال دی۔ ہم اس طرح صاحبزادوں کی دلجوئی کرتے اور محبت سے اُن کی پرورش میں لگے رہتے۔[1] جب ذرا سیانے ہوئے تو آپ دونوں کو انبالہ میں لے آئے اور ان کو تعلیم دلوانے لگے۔

جناب مولوی محبوب عالم صاحب ناقل ہیں کہ ایک شخص ہندوستانی حضور کے پاس بیٹھا تھا۔ اثنائے گفتگو میں اُس کی زبان سے نکلا کہ پنجاب کی زبان بڑی خراب ہے۔ یہ سن کر حضور نے اس کے منہ پر ایک طمانچہ مارا اور فرمایا کہ تو نہیں جانتا کہ ہمارے خواجہ صاحب پنجاب ہی کے تھے۔ اور ان کی زبان پنجابی تھی۔ تو ہمارے خواجہ صاحب کی زبان کی توہین کرتا ہے۔ وہ نادم ہوا اور معافی مانگی۔

حضرت شمس العارفین خواجہ قادر بخش قدس سرہٗ کے وصال کے بعد آپ حضرت حاجی محمود صاحب جالندھری قدس سرہٗ کی خدمت میں بھی نہایت ادب و نیازمندی سے حاضر ہوا کرتے۔ تھے۔ چنانچہ اس حاضری کا ذکر حافظ انور علی صاحب رہتکی یوں فرماتے ہیں:۔

"مشفقی ام حکیم معزالدین صاحب دہلوی نے جو حضرت توکل شاہ صاحب کے جاں نثار مریدوں میں تھے مجھے اطلاع دی کہ حضرت شاہ صاحب تشریف لائے ہیں۔ اور حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں گئے ہیں۔ میں بھی وہاں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ مجلس بڑی گرم ہے۔ حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حضرت توکل شاہ صاحب باادب بیٹھے ہیں۔ اور حضرت توکل شاہ صاحب کی گرمیٔ نسبت سے طالبوں کے قلب گرم ہو رہے ہیں۔ ایک جانب کو میں بھی بیٹھ گیا۔ پھر حضرت توکل شاہ صاحب نے تحفہ تحائف پارچہ جات وغیرہ حضرت حاجی صاحب کی خدمت

---

[1] ذکر خیر۔ صفحہ ۲۲۔

میں پیش کئے۔ حضرت حاجی صاحب نے ان سے بڑی شفقت اور عنایت سے باتیں کیں۔ یاد پڑتا ہے حضرت حاجی صاحب ان کے خلیفہ امیر اللہ شاہ صاحب بھی تھے۔ پھر میں نے بھی حضرت شاہ صاحب سے نیاز حاصل کی۔ بڑی عنایت اور شفقت فرماتے رہے۔ پھر شاہ صاحب انبالہ تشریف لے گئے۔ میں نے حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں شرح کافی ہائے بلھے شاہ صاحب قصوری انبالہ بھیجی۔ جب دوبارہ حضرت توکل شاہ صاحب انبالہ سے حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں جالندھر تشریف لائے تو مجھ سے فرمایا۔ بیلی! شرح کافیوں میں خوب موجیں ماری ہیں۔ باوجودیکہ شاہ صاحب خواندہ نہ تھے۔ ذات وصفات کے مسئلہ میں بڑے بڑے اعلیٰ نکات مجھ سے بیان فرمائے۔ جب حضرت حاجی صاحب کی خدمت سے رخصت ہو کر حضرت شاہ صاحب اپنے قیام گاہ کو تشریف لے جانے لگے تو میں بھی شاہ صاحب کے ہمراہ ہوا۔ اثنائے راہ میں جب شیخوں کے بازار میں پہنچے تو وہاں پیشہ ور طوائفیں کچھ گا رہی تھیں۔ سماع رنگ پر تھا۔ شاہ صاحب نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ بیلی! ہم نے بھی یہ موجیں بہت ماری ہیں۔ مگر جلدی یہاں سے نکلو۔ پھر قدم اُٹھا کر جلد اُس بازار سے نکلے۔ یہ اشارہ شاہ صاحب کا اپنے ایامِ مستی کی طرف تھا۔ مگر چونکہ ان ایام میں سلوک اور پورے ہوش میں تھے۔ باتباع شرع وہاں سے جلد نکلنا ضرور ہوا۔ حضرت توکل شاہ صاحب حضرت حاجی صاحب کا بڑا ادب کرتے تھے۔ اگر جالندھر میں کوئی ان سے بیعت ہونا چاہتا تھا تو بپاس ادب وہاں اُس کو بیعت نہیں کرتے تھے۔[1]

تواضع

جب حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کے پاس لوگ کثرت سے بیعت ہونے آتے تو فرماتے تم لوگ مجھ سے اچھے ہو۔ نمازیں پڑھتے ہو۔ نیک کام کرتے ہو۔ لکھے پڑے ہو۔ میں تو بے علم مسکین بندہ ہوں۔ تم کسی مولوی سے بیعت ہو جاؤ۔ جب وہ نہ مانتے تو یہ کہہ کر بیعت کر لیتے خدایا تو ہی ان کو میرے پاس بھیجتا ہے۔ میں تیرے ہی بھروسہ پر ان کو تیرا نام بتاتا ہوں۔ اور تیرے ہی حوالہ کرتا ہوں۔

اگر کوئی شخص مسجد میں آپ کی تعظیم کے لئے قیام کرتا تو آپ ناراض ہوتے بلکہ قیام کو

1۔ مقامات المحمود۔ صفحہ ۴۹۔۵۰۔